(جسمین خطا بھی داخل ہے) اکتفا و اعتماد نہیں کیا۔ بلکہ اُسکے ساتھ اسکی عدالت و استقامت کے لئے ایسا قانون و دستور العمل جسکی رعایت کرنی و پابند رہنے سے وہ خطا کرنے نہ پاوے اور اسکی کسی کارگذاری **مسٹر بکل** کی وہ بات صادق نہ آوے) تجویز کر دیا ہے۔

ولیکن کچھ سوچ و تامل کو کام مین لاوین اور ہمارے بیان سابق مین غور فرماوین تو یہ باتین ہرگز نہین جس حالت مین ہم ثابت کر چکے ہین کہ قانون قدرت بجز قرارداد عقل کوئی چیز نہین۔

اور اس کی کوئی بات بجز لوح عقل کہین لکھی نہین ہوئی۔ تو پھر قانون قدرت کو ممتحن بنانا عین عقل کو ممتحن بنانا ہوا۔ سو بھی محض اُسکی ذاتی و قدرتی قوت و لیاقت کے اعتماد پر بدون اسکے کہ اسکے لئے کوئی دستور العمل مقرر کیا گیا ہو یا اسکے ہاتھ مین کوئی کتاب قانون دی گئی ہو۔

ایسی حالت مین وہ (عقل) کیونکر خطا نکریگی اور اسکی کارروائی پر مسٹر بکل کی بات کیونکر صادق نہ آئیگی **اس بحث** سے جیسا کہ عقل انسانی کا اپنے ہادی کی تعلیم پر دار و نعہ ہونیکے لائق نہونا ثابت ہوا (جس سے اُس ڈبل غلطی جناب کا (جو صفحہ ۸۰ مین بتلائی گئی) ثبوت بہم پہنچا) ویسا ہی یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عقل انسانی بدون رہنمائی سچے ہادی کے (جسکو دوسری زبان مین پیغمبر یا نبی کہتے ہین) مرضیات خالق کو پہنچ نہین سکتی اور مجرد مطالعہ قانون قدرت سے اُن اخلاق پر جو ہادی بتلا گئے ہین مطلع نہین ہو سکتی۔ اس سے **دوسری غلطی جناب** (جو پہلی غلطی سے بڑھکر ہے) ثابت ہوئی اور جو آپ نے اسکے خلاف مین تقریر کی ہے جو نمبر سابق مین بصفحہ ۸۰ منقول ہوئی۔ وہ سب کے سب کافور ہوئی۔ اسلیئے کہ جس حالت مین بحکم بیان سابق قانون قدرت کی کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی اور اسکی کوئی بات بجز لوح عقل کہین لکھی ہوئی نظر نہین آتی تو عقل کا غور کرنا کس چیز مین متصور ہے اور کس چیز کے مطالعہ سے اسکا اخلاق صحیحہ پر

مطلع ہونا ممکن ہے

کاش کہ آپ پہلے قانون قدرت کی تشریح کرتے یا اسمین کوئی کتاب تصنیف کردیتے۔ یا پہلے کے مولف نسخہ پر نشان دہی کرتے پھر یہہ **دعوی** (کہ بدون رہنمائی ہادی کے مجرد مطالعہ قانون قدرت سے اخلاق صحیحہ پر اطلاع ممکن ہے اور بعض حکماء کو یہ حاصل) زبان یا قلم مین لاتے۔ **کما قیل**

ثبت العرش ثم انقش

اور جو آپ نے اس دعوے کی تائید مین ایک یہ دعوے کیا ہے (جو نمبر سابق مین بصفحہ ۹۷ منقول ہے) کہ بعض حکماء کے متعدد اصول بالکل موافق ومطابق اصول انبیاء کے پائے جاتے ہین یہہ ہرگز ہرگز **مسلم نہین** اور نہ تسلیم کرنیکے لائق ہے۔ جبتک کہ آپ بطور تمثیل ایک دو اصول حکماء مفصل بیان نکرین۔ اور اُن اصول پر بدون سماع تعلیم انبیاء کے حکماء کا مطلع ہونا پھر ان اصول کا اصول انبیاء سے متوافق ہونا مدلل نکردکہاوین۔ **ہمارا یہہ خیال ہے** کہ انکی ایک بات بھی اصول انبیاء کے موافق نہین ہے۔ اور اگر کوئی بات موافق نظر آتی ہے۔ تو وہ انبیاء یا انکے اتباع سے سُنی سُنائی ہے۔

جب ہم **امہات اصول انبیاء** مین (جیسے توحید۔ نبوت۔ معاد) حکماء کا اختلاف دیکھتے ہین تو موافقت کی امید کہان رکھین۔ اور اپنے اس خیال کو کیونکر غیر صحیح سمجھین۔ ہم اس **خیال کو** حکماء سرشار بادہ حکمت (جو واقعہ مین جہل وسفاہت ہے) کی نسبت کیونکر صحیح نہ سمجھین جسحالت مین ہم صاف دیکھتے ہین کہ جسکو ایک دفعہ اس میکدہ مین گذر ہوتا ہے۔ اور ایک جرعہ اس شراب کا اسکے حلق مین پہنچتا ہے۔ تو وہ ہوش وحواس چھوڑدیتا ہے۔ اور امہات اصول انبیاء کا مخالف بنجاتا ہے۔ گو دل یا زبان سے وہ انبیاء کا مصدق رہے۔ اور انکے سلسلہ امت مین داخل کہلاوے۔

رئیس فلاسفہ متاخرین شیخ ابو علی ابن سینا کو دیکھئے کہ آپ مسلمان کہلاتے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتے۔ پھر اصول دین محمدی (جیسے حشر اجساد یا علم بالجزئیات ہے)

منکر رہے *

دور نجائی اپنے ہی گروہ کے جرعہ نوشان جام حکمت کیطرف توجہ فرمای کہ باوجود اعتراف رسالت محمدیہ واعتقاد حقانیت ملت مصطفویہ اصول مذہب اسلام کے مخالف ہین اور وجود ملئکہ وتفاصیل حشر جسمانی ووجود دوزخ وبہشت کے منکر۔

یہ سب اسی حکمت کے آثار ونتایج ہین۔ اور مطالعہ قانون قدرت کے فوائد۔

جب ہم ذریات حکمار مین اپنے خیال کو صحیح ومتحقق پاتے ہین تو اسکو ائمہ حکمار کی نسبت کسطرح غلط سمجھ لین اور اسکا خلاف بدون دلیل کیونکر مان لین۔

خصوصًا اس حالت مین کہ اُنکے مقالات وخیالات مخالف اصول اسلام شہرۂ آفاق ہین۔ اور چھوٹے بڑے کتب فلسفہ مین مرقوم اور زبان زد طلبار تک علوم چنانچہ مجملا نقل ان اقوال کی نمبر سابق مین ہو چکی ہے اب کسیقدر تفصیل اُنکے بنقل بعض ثقات اسلام قلم مین آتی ہے۔

جسکو اس مجمل نقل یا اس تفصیل پر اعتماد نہو۔

وہ کتب فلسفہ کو دیکھے۔ اور بن دیکھے بے سمجھے رد کیطرف متوجہ نہو جاوے۔

قال الشیخ احمد بن عبد الحلیم الحرانی المشہور بابن تیمیہ الحنبلی فی *الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان

قال المتفلسفۃ ان الافلاک قدیمۃ ازلیۃ

ولا یقولون ان الرب خلق السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ولا خلق الاشیاء بمشیتہ وقدرتہ

شیخ ابن تیمیہ نے رسالہ فرقان مین کہا ہے۔

فلسفی کہتے ہین کہ آسمان قدیم سے ہین۔ اور ہمیشہ سے چلے آتے ہین۔ کسی خاص وقت مین پیدا نہین ہوئے

اور یہ نہین کہتے کہ اللہ تعالے نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ اُنمین ہے چھہ دن مین پیدا کیا (جیسا کہ) چنانچہ قرآن مین ذکر ہے)

* شیخ کی شفا [illegible] النجاۃ [illegible] مین مطالب [illegible] اور [illegible]

* اشتہار
یہہ وہ رسالہ ہی جسکا مژدہ اشتہار رسائل توحید مین ذی قعدہ سنہ ۹ مین دیا گیا۔ مدت سے یہ چھپکر فروخت ہو رہا ہے قیمت پانچ آنہ محصول ڈاک ایک آنہ۔ طالبین اسکا مطالبہ حافظ بہاء الدین ساکن لاہور کوچہ کندہ گران سے کرین
المشتہر ابو سعید
عفا اللہ عنہ

ولا يعلم الجزئيات

بل اما ان ينكروا علمه مطلقا كقول ارسطو او يقولون انما يعلم من الامور المتغيرة كلياتها كما يقوله ابن سينا۔

وحقيقة هذا القول انكار علمه بها فان كل موجود في الخارج فهو معنى جزئي والافلاك كل منها معنى جزئي وكذلك جميع الاعيان وصفاتها وافعالها فمن لم يعلم الا الكليات لم يعلم شيئا من الموجودات والكليات انما توجد كليات في الاذهان لا في الاعيان

والكلام على هولاء قد بسط في موضع اخر في بحث تعارض العقل والنقل وغيره

فان كفر هولاء اعظم من كفر اليهود والنصارى بل ومشركي العرب اذ جميع هولاء يقولون ان الله خلق السموات والارض وانه خلق المخلوقات بمشيته وقدرته

اور نہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے اشیاء کو قدرت و ارادہ سے پیدا کیا ہے۔ اور نہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے کو جزئیات کا علم ہے

بلکہ کیا تو بالکل منکر ہین۔ چنانچہ ارسطو کا قول ہے۔ اور کیا اسطرح قائل کہ اللہ تعالے بدلنے والی چیزو نکو کلی طور پر جانتا ہے نہ بوجہ جزئی چنانچہ ابن سینا کا قول ہے

اور انکا یہ کہنا بھی درحقیقت علم الٰہی سے کل موجودات کی نسبت انکار کرنا ہے۔ اسلئے کہ جو چیز عالم مین موجود ہے (افلاک وغیرہ موجودات اور اُنکی صفات و افعال یہ سب جزئیات ہین

پس جس نے ان جزئیات کو نجانا اُسنے کسی موجود کو نجانا۔ اسلئے کہ کلیات کا تو بدون اذہان عالم مین وجود ہی نہین ہے

ان لوگونکے ساتھ ہماری گفتگو اور مقام مین بتفصیل موجود ہے۔ جہان عقل و نقل کی باہم مخالف ہونے کی بحث ہے

ان لوگونکا کفر یہود و نصارے سے بلکہ مشرکین عرب کے کفر سے بڑھکر ہے کیونکہ وہ سب قائل ہین کہ اللہ تعالے آسمان و زمین کا خالق ہے۔ اور اُسنے مخلوقات کو قدرت و ارادہ سے بنایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وارسطو ونحوه من متفلسفة اليونان
كانوا يعبدون الكواكب والاصنام وهم
لا يعرفون الملائكة ولا الانبياء
وليس في كتب ارسطو ذكر شيء من ذلك
وانما غالب علم القوم الامور الطبيعية واما الامور
الالهية فكلامهم فيها قليل كثير الخطأ
واليهود والنصارى بعد النسخ والتبديل
اعلم بالالهيات منهم بكثير ولكن متاخرو
هم كابن سينا ارادوا ان يلفقوا بين
كلام اولئك وبين ما جاءت به الرسل
فاخذوا اشياء من بعض اصول الجهمية والمعتزلة
وركبوا منه ومن قول اولئك مذهبا قد يعتزي
اليه متفلسفة اهل الملل

وفيه الفساد والتناقض ما قد نبه على بعضه
في غير هذا الموضع

وهولاء لما راوا ان امر الرسل كموسى وعيسى و
ومحمد صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وسلم
قد ظهر في العالم ووجدوا ان الانبياء قد
ذكروا الملائكة والجن ارادوا ان يجمعوا بين
ذلك وبين قول سلفهم اليونان الذين
هم من ابعد الخلق عن معرفة الله وملائكته وكتبه ورسله

اور ارسطو وغیرہ یونان کے فلسفی ستارون اور
بتون کو پوجتے ۔ اور نبوت انبیاء و وجود فرشتونکے
معتقد نہ تھے ۔

ارسطو کی کسی کتاب مین ان باتونکا ذکر نہین
یہ لوگ غالبا امور طبعی کو جانتے الٰہیات مین کم تو ہے
ہین سو بھی بکثرت خطاء

یہود و نصارے نسخ و تحریف کے بعد انسے بڑھکر
الٰہیات مین عالم ہوئے ہین ۔ ولیکن فلاسفہ کے
متاخرین نے (جیسے ابن سینا) چاہا کہ فلاسفہ اور
انبیاء کی کلام کو باہم ملادین ۔ پس کچھ مسلمانون
سے جہمیہ و معتزلہ کے اصول کو لیا اور کچھ اصول
فلسفہ کو اور ان دونون کو ملاکر ایک مذہب بنادیا
جسکی طرف مسلمان فلسفی منسوب ہین

اسمین جو فساد و باہم اصول کا تناقض ہے وہ
دوسری جگہہ بیان ہوچکا ہے

ان لوگون نے جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ و محمد
(صلوات اللہ وسلامہ علیہم) کی شان عالم مین ظاہر
ہوچکی ہے ۔ اور ان انبیاء کو دیکھا کہ یہ فرشتون
اور جنون کو ذکر کرتے ہین ۔ تو چاہا کہ کلام انبیاء
اور پہلے یونانیونکو (جو خدا کے اور اسکے فرشتون
اور کتابون اور رسولنکی معرفت سے سارے

واولئك قد اثبتوا عقولا عشرة يسمونها المجردات والمفارقات واصل ذلك ماخوذ من مفارقة النفس للبدن فسموا تلك مفارقة لمفارقتها المادة ومجردا لتجردها عنها واثبتوا للافلاك لكل فلك نفسا واكثرهم جعلها اعراضا وبعضهم جعلها جواهر وهذه المجردات التي اثبتوها ترجع عند التحقيق الى امور موجودة في الاذهان لا في الاعيان كما اثبت اصحاب ارسطو اعدادا مجردة وكما اثبت افلاطون المثل الافلاطونية المجردة واثبتوا هيولى مجردة عن الصورة ومدة وخلاء مجردين

وقد اعترف حذاقهم بان ذلك انما يتحقق في الاذهان لا في الاعيان فلما اراد هولاء المتاخرون منهم كابن سينا ان يثبت امر النبوة على اصولهم الفاسدة عموا ان النبوة لها خصائص

جہان کی نسبت دور پڑے ہوئے ہین) باہم ملاویز تو انہون نے فرشتون کی جگہہ عقول عشرہ کو ثابت کیا۔ جنکو مجردات و مفارقات کہتے ہین مفارق نفس کو کہتے ہین جو بدن سے جدا ہو (انکے نزدیک) عقول بدن سے جدا ہین۔ اسلئے مفارق کہلاتے ہین۔ اور ہر ایک آسمان کے لئے ایک ایک نفس ثابت کیا جنکو اکثر فلسفیون نے عرض (جو کسی محل مین پایا جاوے اور اُسکی صفت سے ہو) ٹہیرایا ہے۔ اور بعضون نے جوہر (جو کسی محل مین نہ پایا جاوے بلکہ بذات خود قایم ہو) اور یہ مجردات تحقیق کرنیسے موجودات ذہنیہ نکلتے ہین نہ موجودات خارجیہ۔ چنانچہ ارسطو کے اتباع نے اعداد مجردہ ثابت کئے ہین۔ اور افلاطون نے مثالی خبرین جنکو **مُثُل افلاطونیہ** کہتے ہین۔ اور انہون نے خالی از صورت و خلا مجرد بہی ثابت کیا ہے

اور انہین کے ماہرین نے **اقرار** کرلیا ہے کہ ایسے امور ذہن مین پائے جاتے ہین۔ خارج مین متحقق نہین ہوسکتی۔ جب ابن سینا وغیرہ متاخرین فلاسفہ نے اپنے ان اصول پر اثبات نبوت کا ارادہ کیا تو یہ خیال جمایا کہ نبوت کی تین صفتین ہین

بها فهو نبیٌ ان یکون له قوة علمیة یسمونها القوة القدسیة ینال بها العلم بلا تعلم	جو کوئی ان صفات سے موصوف ہو وہ نبی ہے (۱) اسمین ایسی قوت علمی ہو جسکے ہونیسے بن سکھائے وہ حقائق اشیاء کو جان جائے ۔ اسکو وہ قوت قدسیہ کہتے ہین

مترجم کہتا ہے یہ وہ قوت ہی جسکو ہمارے زمانہ کے فلسفی مسلمان کانشنس کہتے ہین ۔ اور اسکو قانون قدرت کے مطالعہ مین مصُرف کرنیسے بدون ہدائت انبیاء کے اخلاق صحیحہ کے دریافت کرنیکے لئے کافی سمجھتے ہین ۔ اور ایسی قوت والونکو بمنزلہ پیغمبر قرار دیتے ہین ۔ تہوڑا زمانہ گذریگا تو یہ حضرات برملا **پیغمبری کا دعوی** کرینگے ۔ اور خاتم النبیین کی رسالت کو رلا ملا دینگے ۔ سچ پوچھو تو یہ اپنا کام ابھی سے کر چکے ہین ۔ اور ابطال نبوت کی پٹری جما چکے کیونکہ فرائض نبوت کی خصوصیت انبیاء سے مٹا دئیے ہین ۔ اور اپنے لئے قولاً وفعلاً انکی تجویز کر رہے ہین ۔ **قولاً** تجویز انکی اسی مضمون کانشنس سے (جسکے متعلق بحث ہو رہی ہے) ظاہر ہے اسمضمون کو گو انکے معتقدین مثبت نبوت سمجھتے ہو گئے ۔ ولیکن مین اسکو مبطل نبوت خیال کرتا ہون ۔ چنانچہ اسکی دلیل عنقریب قلم مین لاتا ہون **عملاً** یہ کہ تعلیمات نبویہ کو نیچر پر لگا لگا ترمیم کر رہے ہین ۔ اور نیچر کی مدد سے نئے نئے اعتقادات واعمال کی از خود تشریع کرتے ہین اور یہ دونو امر یعنے پہلی شریعت کا نسخ وترمیم کرنا اور دوسری شریعت کی تشریع پیغمبر ہی کے کام ہین ۔ اب انکی طرف سے فقط دعوی پیغمبری باقی ہے ۔ وہ بھی چند روز مین بشرطِ انکی امت کے بڑہجانے ۔ اور معارضین کے کم ہو جانیکے ظہور مین آجائیگا ۔ میری اس **پیشین گوئی** کو (جو بقرینہ وقیافہ مشاہدہ حال ان حضرات کے ہوئی ہے) ناظرین یاد رکہین ۔ اور آج کی تاریخ کو **نوٹ بک** مین لکہہ

نحن نحکم بما نشاهد من الظواهر والله یعلم بالضمائر والسرائر

وان یکون له قوة تخیلیة تخیل ما عقله
فی نفسه بحیث یری فی نفسه صورا
ویسمع فی نفسه صوتا کما یراه النائم
ویسمعه ولا یکون لها وجود فی الخارج
وزعموا ان تلك الصور هی ملائکة
الله وتلك الاصوات هی کلام الله

(۲) اسمین ایسی قوت خیالی ہو جسکے سبب سے وہ اپنے عقلی معلومات کو ایسا خیال مین لا سکے کہ آنکھ سے دیکھ لے یا کان سے سن لے ۔ جیسے کوئی خواب مین دیکھتا سنتا ہے ۔ اور واقع مین اسکا وجود نہین ہوتا ۔ ان لوگونکی اعتقاد مین ملائکہ یہی خیالی صورتین ہین جو انبیاء دیکھتے ہین ۔ اور کلام الٰہی یہی خیالی آوازین ہین جو وہ سنتے ۔

مترجم کہتا ہے ۔ آگے چلکر **شیخ** نے ذکر کیا کہ بقول فلاسفہ جبرئیل اس خیال کا نام ہے جو آنحضرتؐ کے دل مین متشکل ہوتا ۔ ہمارے اس زمانہ کے فلسفی (یا نیچری) مسلمان بھی جبرئیل و میکائیل وغیرہ ملائکہ کو اس سے بڑھکر نہین سمجھتے ۔ اور انکے لئے وجود خارجی تجویز نہین کرتے مارچ ۱۸۹۰ء مین ایک دوست ضلع **ہوشیارپور** مین میرے پاس دوسرے دوست کی شکایت لائے اور یہ فرمانے لگے کہ فلانے صاحب یہ کہتے ہین کہ جبرئیل آنحضرت صلعم کے پاس قرآن لیکر نتے ۔ اور برملا پڑھکر سنا جاتے دیکھئے یہ صاحب سمجھ دار ہوکر کیسا خیال رکھتے ہین اور حقیقت وحی کو کیا سمجھے بیٹھے ہین **مین** انکی یہ بات سنکر متعجب ہوا اور یہ سمجھا کہ قرآن مین جہان کہین جبرئیل و میکائیل کا ذکر ہے ۔ اسکو یہ لوگ محض خیال و سودائی محال سمجھ رہے ہین اور جو احادیث مین وارد ہے کہ ملائکہ نور سے مخلوق ہین ۔ اور جبرئیل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلی صورت پر دیکھا ۔ اور کئی بار جبرئیل آنحضرتؐ کے پاس بصورت انسان متشکل ہوکر آئے ۔ اور عامہ صحابہ کو دکھائی دیئے

یہ سب آن حضرات کے نزدیک مفتری وموضوع ہے۔ یا اسی خیال پر محمول۔ اسلئے سے عزم رد مقالات ان حضرات کا میری دل مین پختہ ہوا اور ما فی الضمیر چند سالہ کا اظہار ضروری نظر آیا۔ مین امید کرتا ہون کہ میرے وہ دوست اس مضمون کو امعان نظر سے دیکھین گے۔ اور پوری توجہ سے اپنے خیالات کے اصل وماخذ کو معلوم کر جائینگے کہ وہ بجز خیالات فلاسفہ اور کچھ نہین اور انکا ان خیالات مین امام یا استاد بجز افلاطون وارسطو و بو علی سینا وغیرہ اور کوئی نہین۔

لوگ ان باتونکا موجد ومجدد **آنریبل سید احمد خانصاحب** کی باتین آپ ہی کو سمجھتے ہین۔ اور اصول مذہب نیچری کو انکے مصنوعات ومخلوقات سے خیال کرتے ہین۔ ولیکن در اصل وہ اس خیال مین غلطی پر ہین۔ یہ تو فلاسفہ یونان وغیرہ کے پرانے خیالات ہین۔ یونان سے مترجم ہو کر عربی مین رہے تو عوام مین شائع نہوئے بلکہ خواص عربی خوان انکو جانتے رہے۔ جب وہ ایکمدت سے انگریزی وغیرہ زبانو مین ترجمہ ہو کر شائع ہوئے ہین۔ تو جناب ممدوح انکو عوام مین شائع کرنے لگے ہین۔ پس جو لوگ فلسفہ قدیم سے بیخبر ہین۔ وہ انکو جناب ممدوح کے مصنوعات سے سمجھتے ہین۔ اور نئے خیالات جانتے۔ والامر ما بیّنا ہ

وان یکون له قوة فعالة یاثر بها فی هیولی العالم	اور اسمین ایسی قوت موثرہ ہو جسکے سبب سے وہ ہیولی (مادہ) عالم مین تاثیر کرسکے ✽
وجعلوا الکرامات ومعجزات الانبیاء وخوارق السحرة من قوی النفس	انہون نے انبیا کی کرامات ومعجزات اور جادوگرونکی خرق عادات کو اسی

✽ یعنی آگ کو پانی بنا دے اور پانی کو ہوا۔ ایسا ہی اور چیزون مین تبدیل وتغیر کرے۔ جنکا ہیولی فلسفیون کے نزدیک ایک ہے" **حاشیہ**

فاقروا من ذلك بما يوافق اصولهم دون قلب العصا حية ودون انشقاق القمر ونحو ذالك فانهم ينكرون وجود هذا

قوت کی تاثیر سے ٹہیرا رکہا ہی - اسیواسطی جو خوارق اس جنس* سے ہون - انکو مان لیا ہی - اور جو ایسے نہین - جیسے لاٹھی کو سانپ بنادیا - یا چاند کو دو ٹکڑے کردینا - انکو نہین مانا

مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ کے مسلمان فلیسفون نے بھی صدور خوارق کا (جنکو وہ برائے نام مانتے ہین) منبع واصل اسی قوت موثرہ کو ٹھیرایا ہے - جسکا نام انہون نے **قوت مقناطیسی** رکھا ہے - ولیکن اسکی تاثیر کو اس حد تک نہین مانا کہ وہ حقائق عالم مین تاثیر کرے - اور آگ کو پانی یا پانی کو ہوا بنا دے - بلکہ اسکا اثر اسقدر مانا ہے کہ وہ خیالات خلائق مین موثر ہو جاوے - جو امر صاحب قوت کے خیال مین آوے - وہی دوسرون کے خیال مین وہ ڈالدے - انکے نزدیک سحر ساحر یا معجزہ نبی کی حقیقت اس سے بڑھکر نہین - سحرہ فرعون اور حضرت موسی کا رسیون اور لاٹھیون کو سانپ بنا دینا واقعی نہ تھا - جو کچھ تھا وہ لوگونکی نظرون اور خیالون مین تھا - مضمون ابطال سحر **تہذیب الاخلاق** اس بیان پر شاہد صریح ہی اور مجمل اشارہ انکار معجزات انبیاء انکے مضمون کانشنس مین بصفحہ (۱۵) سطر (۸) کالم (۲) نیز پایا جاتا ہے -

یہ حضرات ابطال معجزات مین فلاسفہ یونان سے بھی بڑھ گئے - اور انکار خوارق مین انہون نے منکرین کے بھی کان کاٹے **ولیکن** منصفین و عقلاء کے نزدیک یہ انکار انکا بے ٹہکانہ ہے - اور اس مثل کا مصداق کہ **بلئی سے سیانہ سو دیوانہ**

---

* جنکا ہیولے مین باہم اتحاد ہے اور اس اتحاد کے سبب آپس مین انقلاب و تبدل جائز ہے **حاشیہ**

وقد بسطنا الکلام علی ھولاء فی مواضع وبینا ان کلامھم ھذا من افسد کلام وان ھذا الذی جعلوہ من خصائص النبی یحصل ما ھو اعظم منہ لاحاد العامۃ ولاقل اتباع الانبیاء

اور ہمنے بہت جگہ ان منکرین نبوت پر تفصیل اعتراض کئے ہین - اور بیان کر دیا ہے کہ یہ گفتگو انکی بڑی فاسد و باطل ہے - اور یہ کہ جس امر کو وہ مناط و مدار نبوت ٹھیراتے ہین اور فرائض نبیہ سے بتلاتے ہین - اس سے بڑھکر انبیاء کی عوام امت اور چھوٹے چھوٹے متبعین مین پائی جاتی ہین -

یعنی فقط انہین تین صفتون یا قوتون (کانشنس - قوت خیالی - قوت موثرہ یا تاثیری) کے انسان مین پائے جانے سے اسکی نبوت ثابت نہین ہوتی - یہ تو چھوٹے چھوٹے لوگون مین پائی جاتی ہین - پھر وہ نبی نہین ہو جاتین - از انجملہ القاء غیبی ہے - جسکو دوسرے زبان مین نفث فی الروع یا وحی یا الہام کہتے ہین اور وہ کسبی و اختیاری نہین ہوتا ہے - اور اسکا ماخذ و مخزن کتاب عقل یا دیوان قدرت نہین ہے - اور اسکا حصول سوچ و تروی و تفکر و تدبر سے نہین ہوتا **اسکی تفصیل** اور اسپر دلیل ہم بحث **اثبات نبوت** مین ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالے - **مترجم**

وان الملائکۃ التی اخبرت بھا الرسل احیاء ناطقون اعظم مخلوقات اللہ وھم کثیرون ولا یعلم جنود ربک الا ھو ولیسوا عشرۃ ولیسوا اعراضا لاسیما وھولاء یزعمون ان الصادر الاول ھو العقل الاول عنہ صدر ماسواہ

اور یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ فرشتے جنکی رسولون نے خبر دی ہے زندہ ہین اور بولنے والے - اور خدا کی جملہ مخلوقات مین سے بہت بڑے - اور وہ شمار مین بہت ہین جنکو خدا ہی جانتا ہے - خالی دس ہی نہین (جیسے فلاسفہ کہتے ہین) اور نہ وہ اعراض ہین خصوصًا جس حالت مین فلاسفہ کا یہ اعتقاد ہے کہ اشیاء عالم سے جسکا صدور خدا سے

۳ کہلا سکتے بلکہ مناط نبوت و فرائض خصائص نبی اور ہی اشیاء ہین جو بجز انبیاء کسی مین پائی نہین

[illegible]

والعقل الفعال العاشر رب كل ما تحت فلك القمر - وهذا مما يعلم فساده بالاضطرار من دين الرب فليس احد من الملائكة مبدعا لكل ما سوى الله

وهؤلاء يزعمون ان العقل الاول هو العقل المذكور في حديث يروى ان اول ما خلق الله العقل فقال له اقبل فاقبل فقال ادبر فادبر فقال وعزتي ما خلقت اكرم علي منك فبك آخذ وبك اعطي وبك الثواب وعليك العقاب

بلکہ وہ عقل اول ہے ۔ اسکے سواے جو کچھ ہے عقل اول سے صادر ہوا ہے

وہ عقل اول انکے نزدیک اللہ کے سواے سب چیزون کی پروردگار و خالق ہے ۔ اسیطرح ہر ایک عقل دوم سے نہم تک اپنے نیچے کے عقول و افلاک کی پروردگار و خالق ۔ اور عقل دہم (جسکو عقل فعال کہتے ہین فلک قمر (آسمان دنیا) کے ماتحت کل اشیاء کی خالق ہے ۔ اور یہ ایسی باتین ہین جنکا فساد و بطلان بے اختیار دین الٰہی سے معلوم ہو رہا ہے ۔ خدا کے سوائے خواہ فرشتہ ہو خواہ اور کوئی مخلوقات کا خالق نہین ہے ۔

یہ لوگ خیال کرتے ہین کہ عقل جسکا ہم اثبات کرتے ہین وہی ہے جسکا اس حدیث مین ذکر ہے جو مروی ہے کہ اللہ تعالے نے پہلے عقل کو پیدا کیا پہر اسکو کہا تو آگے آ ۔ وہ آگے ہوئے پہر کہا پیٹھہ پہیر دے اُس نے پیٹھ پہیر دی ۔ پہر خدا نے کہا مجہے اپنی عزت کی قسم ہے مینے تجھ سے بڑہکر معزز کوئی چیز پیدا نہین کی ۔ تیری ہی سبب سے مین لوگونکو مواخذہ کرونگا ۔ تیرے ہی سبب سے بخشش تیری ہی سبب سے جزا دونگا تیرے ہی سبب سے سزا ۔ اسکو وہ فلسفی

ویسمونه ایضا القلم لما رأوا انه قد روی ان اول ما خلق الله القلم

والحدیث الذی ذکروه فی العقل کذب موضوع عند اهل المعرفة بالحدیث کما ذکر ذلک ابو حاتم البیهقی وابو الحسن الدار قطنی وابن الجوزی وغیرهم ولیس هو فی شیء من دواوین الحدیث التی یعتمد علیہا

مسلمان قلم ٹھیراتے ہین - جب وہ بعض احادیث مین یہ ذکر دیکھ پاسے کہ جسکو خدانے پہلے پیدا کیا ہے وہ قلم ہے

اور یہ حدیث جسکو اُنہون نے ذکر کیا ہے جھوٹی اور وضعی ہے چنانچہ ابو حاتم اور بیہقی اور ابو الحسن دار قطنی نے اور ابن جوزی نے ذکر کیا - اور کسی معتمد کتاب حدیث مین اسکا ذکر نہین ہے

مترجم کہتا ہے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ حدیث تو احیاء العلوم مین موجود ہے - اور غزالی جیسے امام نے اس سے استناد کیا ہے پہر موضوع و بے ٹھکانہ کیونکر ہو سکتی ہے - اسلئے کہ احیاء حدیث کی کتاب نہین ہے - اور نہ اسکا مولف امام غزالی حدیث کا امام ہے - اس کتاب مین بہتیری حدیثین وضعی اور بے ٹھکانہ ہین - جنکے سبب سے احیاء محدثین کے نزدیک معیوب ہو رہی ہے چنانچہ ناظرین **تخریج عراقی** پر یہ بات مخفی نہین ہے - اور امام غزالی گو علم مکاشفہ و اسرار مین ماہر گنے جاتے ہین ولیکن علم حدیث مین متساہل ہین - اور یہ کچھ انوکھی بات نہین ہے بہتیرے ایسے امام سلف مین ہوے کہ ایک فن مین امام تھے - و دوسرے سے محض بے خبر اسکی تائید ہم ضمیمہ شحنہ ہند مطبوعہ اگست ۹۶ء مین **ملخص طبقات ذہبی** سے کر چکے - جو چاہے اسکو ملاحظہ مین لائے **علاوہ یہ** کہ امام غزالی نے اس حدیث سے اُس عقل کا اثبات نہین کیا جسکے ثبوت کے فلسفی مدعی ہین یعنی جوہر مفارق مادہ سے بلکہ اس سے انہون نے اس عقل کو سمجہا اور مراد رکھا ہے جو انسان کی صفت ہے اور اسمین موجود ہے **قطع نظر** اس سے اس حدیث کے معنے یہ نہین ہین جو فلسفی سمجھے ہین کہ خدانے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا - بلکہ معنی

ت یہ ہین کہ جب خدا تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو سب سے پہلے اسکو وہ بات فرمائی جو حدیث مین مذکور ہے۔ اور لفظ اوّل مبتدا ہونے کر مرفوع نہین ہے - بلکہ بوجہ ظرفیت منصوب ہے۔ لفظ قول کے متعلق حسابات کی تعریح و تشریح شیخ نے خود کی ہے

ر تقریر سے ہمارے خیال کا صحیح و باموقع ہونا صاف ظاہر ہے اور یہ تفصیل ہماری سند منع کی پوری مقوی ہے - یہ تفصیل سنکر بھی آپ اپنے دعوے سے دست بردار نہون اور ہمارے خیال کو بیجا سمجھین تو ہماری منع کو اٹھا دین اور بدلیل بیّن موافقت اصول حکمار کی اصول انبیار سے ثابت کر دکھا دین - بہت نہین تو کسی ایک حکیم سے فقط ایکہی بات کا ثبوت دین - یعنی فقط اعتقاد توحید صفات یا توحید عبادت یا اعتقاد ضرورت نبوت عامہ یا اعتقاد حشر جسمانی کے کسی حکیم کی تعلیم مین نشاندہی کرین اور اسکا صرف عقل و فکر سے ان باتونکا قائل ہونا اور سمجھ جانا مدلل کر دکھا دین

اتنا بھی نہو سکے تو اپنے دل مین آپ ہی انصاف فرما دین اور دعوی بلا دلیل سے (جسکو دہینگا دہینگی کہتے ہین) دست بردار ہو جاوین

اور جو آپنے بمنزلہ دلیل اس دعوی کی یہ تقریر کی ہے کہ "یہ ہمارا اصول نہائت بجا ہوا ہے کہ انسان صرف بسبب عقل کے جو اسمین ہے مکلف ہوا ہے - پس حسابات پر وہ مکلف ہوگا ضرور ہے کہ وہ عقل انسانی سے خارج نہو ورنہ معلول کا وجود بغیر علت کے لازم آتا ہے جو محال و ممتنع ہے"

اسکا ظاہر مطلب (جو سیاق و سباق مقام سے مفہوم ہوتا ہے) یہ ہے کہ انسان عقل کے سبب سے مکلف ہے تو ضرور ہے کہ جس امر مین وہ مکلف ہوا ہے اُسکی عقل مین خود بخود آجاوے - اور کوئی نہ کوئی افراد انسان سے اسکو بدون تعلیم ہادی کے عقل سے جان سکے - بناءً علیہ بعض حکمار کا بدون ہدایت انبیار کے اخلاق صحیحہ کو جان لینا جائز ہوا - اور جو نتیجہ ہماری کلام کا ہی اُسکا ماننا پڑا -

اور اس تقریر سے اس دعوی کا ثبوت ممکن نہین ہان قلت تدبر و سوء تفکر جناب (جسکو **تیسری غلطی** کہا جا سکتا ہے) اس سے ثابت ہو سکتی ہے

جن معنی کر عقل کو آپ نے علت تکلیف سمجھا ہی اس معنی کر وہ علت نہین - اور جن معنی کر وہ علت ہی اسمعنی کر اسکے علت ہونیسے کسی انسان کا بدون رہنمائی ہادی کے اخلاق صحیحہ کو جان لینا لازم نہین آتا - اور نہ اُسکی نفی سے وجود معلول بدون وجود علت لازم آتا ہے -

انسان کا عقل کے سببسے مکلف ہونا - اور عقل کا علت یا سبب تکلیف ہونا تو مسلم ہے ولیکن اسکے یہ معنی نہین (جو آپ سمجھے ہین) کہ انسان کا جزئیات احکام کو (جن سے وہ مکلف ہے) جان لینا بادراک خود یا اُسپر مطلع ہونا علت تکلیف ہی اسمعنی (عقل علت تکلیف ہو تو چاہیئے کہ جس انسان مین یہ علت پائی جاوے اور جہان اسکا معلول (یعنے انسان کا مکلف ہونا) متحقق ہو [illegible] علت کا اعتقاد ہو

اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر فرد بشر (جو مکلف ہونیکی لائق ہو) جملہ احکام کو (جنمین اسکا مکلف ہونا مسلم یا مجوز ہو) مکلف ہونیسے پہلے جان لے - اور اس جاننے کے پہلے کسی فرد کا کسی امر مین مکلف ہونا متصور نہو اسلئے کہ وجود علت کا وجود معلول سے مقدم ہونا ضروری ہے - یا یون کہئے کہ وجود معلول قبل وجود علت محال و ممتنع ہے بناء علیہ خصوصیات نماز (مثلاً) رکوع و سجود و قیام و قرءت تب ہی فرض ہون - جب وہ مکلف ہونیسے پہلے ان سب کو عقل سے جان لے اور حج بھی اسی پر فرض ہو - جو قبل فرضیت اسکے ارکان و اجزاء از خود پہچان لے - وعلی ہذا القیاس

اور اس بات کا اور کوئی مسلمان کب قائل ہوگا آپ خود بھی قائل نہین اور ہر ایک انسان کا اپنی عقل سے جملہ احکام شرعیہ پر (جنکو آپ اخلاق صحیحہ سے تعبیر کرتے ہین) مطلع ہونا تجویز نہین کرتے - بلکہ یہ منصب خاص حکماء کے لئے تجویز فرماتے ہین - اور ایسے لوگون کا ہونا صدیون در صدیون مین شاذ و نادر

[illegible]

[illegible] ہونے نہین [illegible] کی صحت سمجھ لی ہے ہونیکے علت ہونے (یعنی [illegible]) ہے۔

یہی امر تو اول محل نزاع ہے۔ اور جبکہ دعوے یہ اسیکا دلیل ہونا کب تصور ہے؟ اور اسکو دلیل ان لینا کب جائز ہے؟ **ہمارے خیال** مین عقل کی علت ہونے کے یہ معنی ہین۔ کہ انسان عاقل ہونے (یعنے مجنون اور صغیر سن نہونے) کے سبب سے مکلف ہے اور اسکی صفت یا قوت عقل (جو بچہ یا دیوانہ مین نہین ہوتی) سبب یا علت تکلیف ہے

اس معنی کر عقل کی علت ہونے سے کسی امر (متعلق تکلیف) کا قبل ورود شرع عقل میز آجانا ضروری نہین سمجھا جاتا اور نہ اسکے عدم سے وجود معلول بدون وجود علت لازم آتا ہے۔ یہ تب ہی لازم آتا۔ جبکہ کوئی بچے صغیر سن کو مکلف ٹھیراتا۔ یا مجنون کو مامور ومخاطب باحکام قرار دیتا ولا یقول بہ احد۔

خلاصہ کلام لائق ہمو جواب یہ کہ عقل کے سبب انسان کے مکلف ہونیکی یہ معنی نہین کہ قبل ورود شرع وہ عقل سے احکام کو جان سکتا تھا۔ اسلئے مکلف ہوا (جس سے آپکا دعوے ثابت ہو اور حکما کا بدون ہدایت انبیا احکام شرعیہ پر مطلع ہونا جائز نکلے) بلکہ معنے اسکے یہ ہین کہ انسان عاقل ہونے اور مجنون نہونے کے سبب مکلف ہوا ہے اور اس سے ایک حکم کا بھی جان لینا قبل ورود شرع لازم نہین آتا اسکا لازمہ تو یہی ہے کہ ہادی کے بتانے سے وہ احکام کو جان جاوے۔ اور مجنون و صغیر سن تکلیف کا مورد نہو اس بیان سے ثابت ہوا کہ وہ دلیل دعوے جناب کی مثبت نہین۔ اور اس سے بجز قلت تدبر و سوء تفکر جناب کچھ ثابت نہین ہوتا۔

اس دلیل کے ضمن مین آپنے دفع دخل مقدر کیا ہے اور جو آپکے بیان سے بطلان نبوت ظاہر ہوتا تھا اسکی پردہ پوشی کے لئے فرمایا ہے "پس کسی شخص کا بذریعہ اکتساب الخ یا انمین سے بعض کو پالینا نہ منافی نبوت ہے نہ منافی رسالت اور ان باتون سے

انبیاء کی نبوت کی زیادہ تر تقویت ہوتی ہے اس سے وہ دخل بقدر دفع نہین ہو سکتا ۔

اور اس عذر بدتر از گناہ سے دھبہ ابطال نبوت آپکے دامن تقریر سے دور نہین ہوتا آپکا بیان من اولہ الی آخرہ مبطل نبوت ہے پھر اسکی اصلاح اس دو حرفی معذرت سے (جسکو طفل تسلی کہا جا سکتا ہے) کسطرح متصور ہے ؎ ولن یصلح العطار ما افسد الدہر

یہ وہ بات ہے جسکا ادعا ہم اسی نمبر مین بصفحہ ۱۰۶ کر چکے ہین ۔ اب اسکو بدلائل قطعیہ سچا کر دکھاتے ہین ۔ پس **بگوش ہوش** سننا چاہئے کہ اس دعوے پر ہمارے دلائل تین ہین جو منطوق یا مفہوم کلام جناب ہی سے مستفاد ہین

دلیل اول جو منطوق کلام جناب ہے اور اسکی صحت و تسلیم مین کسیکو دم مارنے کی جگہہ نہین یہ ہے کہ آپنے انسان کا بدون رہنمائی پیغمبر کے اپنی عقل سے احکام شرعیہ (یا اخلاق صحیحہ) پر مطلع ہونا ممکن ٹھہرایا اور اس منصب کو حکما کے لئے ثابت بھی کر دیا اور ان حکمار کا ہمسر و بمنزلہ پیغمبر ہونا مان لیا ۔ اور اس بات کو اپنی کلام کا نتیجہ ہونا تسلیم کر لیا ۔

اور یہ صاف و صریح اقرار ہے کہ بعثت و ہدایت انبیاء کی حکمار کو ضرورت نہین ۔ اور وہ اخلاق صحیحہ کے دریافت کرنے مین تعلیم انبیاء کے محتاج نہین ۔

بقول جناب انبیاء فقط جاہلون اور احمقون کی تعلیم و ہدائت کے لئے آئے ہین ۔

اور محتاج بعثت و ہدائت انبیاء وہی جاہل ۔

پس یہ وہی بات ہوئی جو **ابن صیاد*** نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہی تھی کہ مین اس بات کا اقراری ہون کہ تو نبی ہے، مگر تیری نبوت امیون (جاہلون) کے لئے مخصوص ہے ۔ ایسی ہی حضرت موسے علیہ السلام کو کسی حکیم نے سنائی تھی اور انکی نبوت کو مان کر جاہلون کے لئے اسکی تخصیص کی ۔ اسمین گو فی الجملہ اور خاص جاہلون کے لئے ضرورت نبوت کا

---

* ابن صیاد ایک لڑکا تھا جو آنحضرت کے مقابلہ مین پیغمبری کا دعوی کیا تھا ایکدن آنحضرت اسکے امتحان و الزام کو اسکے پاس تشریف لیگئے اور ایکسوال بھی کیا جس مین وہ جواب ہے ۔ وہ گیا اسی اثنا مین آنحضرت نے اس سے فرمایا کیا تو میری نبوت کا اقراری نہین ہوتا اس نے وہ جواب دیا جو بیان مشغول ہو اشہد انک رسول الامیین ۔ دیکھو صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث ۱۲ منہ

[illegible] ہے نبوت خصوصی کا صاف دعویٰ نکالا۔

[illegible] شبہ [illegible] پیغمبر قرار دیا ہے [illegible] یہ دو فرق انہین لگادئے ہین

اول حکمار کا اپنے علم و وصول مین مشتبہ رہنا

دوم انکا اپنی باریک اصطلاحات پر عامہ کو مطلع نکر سکنا۔ اور عام ہدایت کے لائق نہونا۔

ان دو فرقونکے سبب سے انکے حق مین بھی ضرورت انبیار کا ثبوت ممکن ہے۔ اور عموم نبوت باقی رہتا ہے تو اسکا **ازالہ** یہ ہے کہ فرق ثانی کا تو اتنا ہی مفاد ہے کہ حکمار آپکے نزدیک عامہ خلائق کے ہادی یا نبی ہونے کے لایق نہین اُسّے انکا اپنی ذات کے لیئے ہادی نہونا اور اپنے سلوک مین دوسرے ہادی کا محتاج ہونا لازم نہین آتا

رہا فرق اول سو اگرچہ اسقدر ضعیف اشارہ کرتا ہے کہ رفع اشتباہ و حصول یقین کے لئے حکمار بھی انبیار کے محتاج ہین لیکن منطوق اصول جناب جسکو آپنے نہایت جچا ہوا فرمایا ہے [illegible] مذہب [illegible] اسمین آپنے صاف فرمایا ہے کہ انسان عقل کے سبب سے مکلف ہوا تو ضرور ہے کہ جسبات پر وہ مکلف ہو وہ فہم انسانی سے خارج نہو جسکا مطلب یہ ہے کہ کسی نکسیکا افراد انسان سے بدون تعلیم انبیار احکام شرعیہ کو جان لینا ضروری ہے

تو جب منطوق اس اصول کے بعض حکمار کا احکام شرعیہ (یا اخلاق صحیحہ) پر مطلع ہونا ضروری ہوا اور عقل انسانی کا (جو علت تکلیف ہے) یہ لازم ذاتی ٹھیرا تو پھر تجویز و امکان عدم اطلاع (جو اشتباہ کا سبب یا مدار یا ملزوم ہے) کیا معنے رکھتا ہے؟ کیا ایک شے کی ضرورت ایجاب اور امکان سلب مین منافاۃ نہین۔ اور قضیہ ممکنہ عامہ سالبہ قضیہ ضروریہ مطلقہ موجبہ کی نقیض نہین؟ اسبات کو وہ لوگ سمجھ سکتے ہین جو علم منطق سے فی الجملہ آشنائی رکھتے ہین۔ عوام کو ہم یہ مطلب یون سمجھا سکتے ہین کہ آپنے بعد تجویز اشتباہ یہ بھی کہدیا ہے کہ بمقتضائے عقل بعض حکماء کا اخلاق صحیحہ پر مطلع ہونا ایسا ضروری امر

ہے جبکہ نہونا محال ہے پھر کسی حکیم کے مطلع ہونے مین وجود اشتباہ خود اس شخص کو ہو جسکا مطلع ہونا بوجہ ضرورت تسلیم کیا گیا ہے۔ خواہ کسی دوسرے عاقل کو (جو اس امر کو ضروری سمجھتا ہے) کسطرح متصور ہے اشتباہ تب ہوتا جبکہ کسی عاقل کے نزدیک عدم اطلاع کا بھی احتمال صحیح ہوتا۔ اسکے تو آپ قائل نہین ہین پھر قول اشتباہ کیونکر ہو سکتے ہین۔

معلوم نہین اس قول کے ساتھ اپنے پہلے قول کو منسوخ کر دیا یا پہلا قول بھولکر کہہ دیا یا اپنے دونو قولونکے مطلب نہین سمجھا۔ بہرحال اس جچے ہوئے اصول جناب کے مقابلہ مین ہم اس اشارہ ضعیف کا اعتبار نہین کرتے اور آپکے اس تلفظ اشتباہ کو احتمال نسخ یا نسیان یا عدم توجہی پر حمل کرتے ہین۔ اور آپکے پر زور دعاوی مدلائل کے منطوق سے ہم یقیناً یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ آپ بعض حکماء ناظرین قانون قدرت کو رہنماے انبیاء سے مستغنی جانتے ہین۔ اور ہدایت انبیاء کی ضرورت خاص جاہلون اور احمقون کے لئے بھیجے گئے ہین اور یہ بات آپکی ہمارے اور کافہ مسلمین کے نزدیک تسلیم نبوت کے مخالف ہے اور اسکی عموم و شمول کے مبطل

دلیل دوم جو کلام جناب سے مفہوم ہے اور اسکو وہ لازم ہے یہ ہے کہ آپنے منصب نبوت کی انبیاء کے لئے تجویز تو کی ولیکن انکی تصدیق و انکے حقوق کی تسلیم کی ایسی صورت نکالی ہے جس سے وہ تصدیق وجود مین نہ آوے اور اگر براے نام تصدیق وجود مین آوے تو انکے حقوق کی تسلیم کبھی ہونے نپاوے اور یہ امر اگرچہ صورتاً اقرار ہے ولیکن معنےً انکار۔

اسکی **مثال** یہ ہے کہ کسی شخص کو چیف کورٹ کا جج تجویز کرین اور اسکی لیاقت کا ممتحن کسی چپراسی کو جو نہ فرائض ججی کو جانتا ہے نہ قانون کو پہچانتا ہے بنادین یا کسی ایسے پلیڈر کو جو دقائق قانون اور پارلیمنٹ کے فیصلجات پر مطلع نہین اس عہدہ پر مامور کرین اور ان ممتحنونکو یہ اختیار دیدین کہ اگر تمھاری سمجھ مین یہ جج اس عہدہ کے

[illegible] بصیرت نہ رکھی
[illegible] مین [illegible] اسکو جج ماننا اور
[illegible] نہین تو اسکی اطاعت سے
[illegible] اس صورت مین کیا وہ جیوری
[illegible] کے احکام و اصول سے بیخبر ہونیکے
سبب سے (کلم من* جہل شیئاً اعداہ)
اسکا منکر نہوگا؟ اور وہ پلیڈر فے الجملہ
قانون دانی کے سبب اسکی ججی کا قائل بھی
ہوا تو پھر کیا اپنی ممتحنی کے ناز پر اسکے
فیصلجات کو اپنی کم علمی کے سبب خلاف
قانون سمجھکر اسکے فیصلوں پر معترض ہوکر اسکی
اطاعت سے باہر نہوگا؟

اسطور پر اس جج کا عہدہ ججی پہ مامور کرنا
کالعدم ہے اور اسکو جج کہنا جج نکہنے برابر
یہی کام بعینہ آپنے تجویز نبوت انبیاء
مین کیا ہے۔ اور انکی نبوت و اطاعت کا
سررشتہ ان لوگونکے ہاتھ مین دیدیا ہے
کہ اولاً تو وہ اس جیوری کیطرح نبی کی نبوت
ہی کے قائل نہون اور اگر بڑے نام ہون
تو پھر اس پلیڈر کیطرح اسکی اطاعت سے
خارج رہین۔

جن لوگون کو آپنے انبیاء کی نصیحتون کا ممتحن
بنایا۔ وہ (بزعم جناب حکماء و قسم اول عقلاء
سے کیون نہون) اہل سنت کے نزدیک
قبل ورود شرع کے ادراک احکام مین انبیاء
سے وہ نسبت رکھتے ہین جو جیوری چیف کورٹ
کے ججون سے نسبت رکھتی ہین۔ اور فرقہ
معتزلہ وغیرہ (جو عقل کو حاکم جانتے ہین)
بھی انکو اس پلیڈر سے بڑھکر نسبت نہین
دے سکتے۔ یہ لوگ گو حسن و قبح عقلی کے
قائل ہین ولیکن بمضمون ع نہ ہر جائے
مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن
بعض احکام کے ادراک سے عقل کو عاجز جانتے
ہین اور انکو محض تقلید انبیاء سے مانتے
ہین۔

ہر چند تمام مسلمانون مین ایک آپ ان
سب کے خلاف کے مدعی ہین و قسم اول کے
لوگون (حکماء) کو انبیاء سے وہ نسبت دیتے
ہین جو چیف کورٹ کے جج اسمین نسبت رکھتے
ہین۔ ولیکن آپنے اس خلاف پر کوئی دلیل
قائم نہین کی۔ مجرد دعاوی سے صفحہ
قرطاس کو رونق بخشی ہے۔ لہذا آپکا خلاف

* [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ہنوز کالعدم ہے اور باتفاق اہل اسلام (سنی۔ معتزلی۔ شیعی۔ خارجی) کوئی شخص انبیا کی نسبت چپراسی یا اس پلیڈر سے بڑھکر نہین ہے۔ پہر ایسے لوگ انبیاء کے ممتحن ٹہیرے۔ اور انکی عقل و تمیز جملہ تعلیمات پیغمبر کی کسوٹی مقرر ہوئی۔ تو انبیاء کی نبوت اور انکے حقوق کی تسلیم و اطاعت ہو چکی۔ ـــــہ

گر ہمین مکتب ست و این ملّا * کار طفلان تمام خواہد شد

ان لوگوں کے ممتحن ہونے اور انکی عقل کے معیار امتحان ہونے کی صورت مین اولا تو اس چپراسی کی طرح کوئی نبوت کا اقرار ہی نہوگا۔ اور اگر برائے نام ہوا تو ہمیشہ اس پلیڈر کیطرح اطاعت سے خارج و باغی رہیگا۔

شق اول یعنے اقرار ہی نہونا تو بہت ظاہر ہے چندان بیان و ثبوت کا محتاج نہین۔ جو شخص کسی امر سے جاہل ہوگا وہ اُسکو کب مانیگا۔ چپراسی صحت فیصلجات جمی کا کب قائل ہوگا۔ اور فن ہندسہ سے ناواقف شکل عروسی یا حمار کا ثبوت کب تسلیم کریگا اسیطرح منکر رسالت محمدیہ دقائق و اسرار تعلیمات نبویہ کو نماز یا روزہ یا حج مین عقل یا نیچر سے کیا سمجھے گا اور اس سمجھ کے ذریعہ سے نبوت کا کب اقراری ہوگا؟ بلکہ اگر اسکو ممتحن قرار دیا جاوے اور اسکے عقل و فہم کو ان تعلیمات اور انکے معلم کی صداقت کا معیار بنایا جاوے تو وہ درپے انکار رہوگا۔ اور اپنے منصب حکومت کے بہروسے اسی سے ابطال نبوت کریگا۔ نماز مین وہ یہ کہیگا کہ اسکے افعال خصوصاً سجدہ نیچر کے خلاف ہے اسلیئے کہ اسمین سر کو نیچے اور مقعد کو اوپر کیا جاتا ہے۔ اور معدہ کا کہانا منہ کیطرف آتا ہے اور بدن کا خون سر اور آنکھون کیطرف متوجہ ہوتا ہے جسمین کئی امراض کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور روزہ مین یہ کہیگا کہ دن بہر کے فاقہ سے خون خشک ہوجاتا ہے اور رطوبتین سلب اور اعضاء کی غذا کا انقطاع۔ جس سے انسان کی جسمانی و عقلی کمالات مین نقصان کا احتمال ہے

باقی نمبر آئندہ

یہ رسالہ بابت اپریل ۱۸۷۹ء کا ماہ مئی مین ختم ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

رسالہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر چہارم (بابت ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ مطابق اپریل ۱۸۷۹ء) جلد دوم

جسمین بعض اصول جواب [illegible] حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کا ثبوت ہے۔ [illegible]

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

اشتہار شرح قیمت وغیرہ درباب متعلقہ رسالہ

(۱) یہہ رسالہ مذہبی رسالہ ہی۔ ملکی یا قومی باتون سے اسکو تعلق نہین (۲) مہینہ مین ایکبار چھپتا ہی اور ہر مہینہ کے اخیر مین تقسیم ہوتا ہی (۳) جسقدر روپیہ اسکی عوض مین وصول ہوتا ہی وہ کسی خاص شخص کا ملک نہین ہوتا۔ اسی رسالہ کے مصارف اجرا مین صرف ہوتا ہی (۴) جو کچھ اسکے عوض مین کوئی دیتا ہی وہ بطور قیمت واجبی اخبار کے نہین ہوتا۔ بلکہ بطور معاونت دین و بغرض اشاعت سنت سید المرسلین ہی۔ یہی وجہ ہی کہ بعض صاحب اس دو جزو رسالہ کے عوض مین تین روپیہ ماہواری دیتے ہین بعضے دو روپیہ۔ اور اکثر ایکروپیہ۔ اور عام خریدار آٹھ آنہ ماہوار دیتے ہین۔ اور بہت لوگ مفت بلا قیمت لیتے ہین (۵) جو لوگ ایکروپیہ یا اس سے زیادہ دیتے ہین۔ وہ اس رسالہ اور انجمن اشاعۃ السنۃ کے ممبر قرار دیے جاتے ہین۔ انکو اس رسالہ کے جملہ امور کے متعلق مالکان [illegible] حساب لینے کا استحقاق ہی۔ اور جسقدر [illegible] قیمت دیسکتے [illegible] اشاعت نہین کر سکتے [illegible] ترویج کی معاونت کرتے ہین اور پڑھنے اور [illegible] کی لیاقت بھی رکھتے ہین (۶) اس رسالہ کی جملہ امور تصنیف۔ تحریر۔ طبع۔ تقسیم۔ حساب کتاب کا اہتمام [illegible] کے ذمہ ہی۔ اور بعض امور مین [illegible] مطالبہ [illegible] خطوط و تقاضا دہندہ منشی عبد العزیز صاحب ساکن [illegible] ہین۔ [illegible] مین جو خط و کتابت اس رسالہ کی نسبت ہو وہ [illegible] منشی عبد العزیز صاحب کو مخاطب فرماوین (۷) جو صاحب خریدار ماہوار [illegible] ہین اگر وہ کسی شہر مین اکیلے ہون تو وہ اپنا چندہ ششماہی یا سالانہ بحیثیت روانہ کرین۔ جہان کہین صاحب موجود ہون سب ملکر ماہ بماہ بھیجتے رہین یا یہہ ششماہہ پیشگی ادا فرماوین یعنی [illegible] اگر نوٹ یا ٹکٹ ڈاک روانہ ہون تو بذریعہ رجسٹری (۹) [illegible] کی پرچہ [illegible] ہین بلکہ [illegible] بھیجے جاتے ہین تو لوگون سے خرید کرا ور مشکل سے بہم پہونچاکر اسلئے انکی قیمت ہر مہینہ کی پرچون کے عوض مین ایکروپیہ ماہوار سے کم نہین لیجاتی بس جو صاحب [illegible] کے پورے

مطبع مصطفائی لاہور مین چھپا

پرچہ [illegible] روپیہ [illegible] ابو سعید محمد حسین لاہوری

یہی مضمون آپ کئی رسائل و تصنیفات مین مرقوم ہے اور اگر آپ یہین احوال برزخ و حشر مین ایسی تقریرات بھی ملتی ہین - مثلی حشر روحانی مفہوم ہو - یا نعیم و آلام کا وجود خیالی یا عقلی ثابت ہو تو وہ ان لوگون کو سمجھانے کے لئے جو انبیا کے منکر ہین - اور انکی ایسی باتونکو جو عقل مین نہ آوین تسلیم نہین کرتے **ان تقریرات** مین **امام غزالی** رح نے اپنا عندیہ ظاہر نہین کیا اور نہ مسلمانون کا اعتقاد بتلایا ہے بلکہ منکرونکو یہ سمجھایا ہے کہ اگر کوئی ان امور کی اصلی حقائق کو نہ مانے - اور اپنی نافہمی سے انکو خلاف عقل محال جانے تو اسی عقلی خیالی وجود سے مان لے - اور اسطور پر اسکا امکان تجویز کر کے تکذیب سے باز آوے - یہان چند فقرات انکی متعدد تصنیفات کے بطور شہادت پیش کئی جاتے ہین

قال الغزالی فی الاصل الاول من الرکن الرابع من الفصل الثالث من کتاب قواعد العقائد من **الاحیاء** الحشر والنشر قد ورد بهما الشرع وهو حق والتصدیق بهما واجب - لانه فی العقل ممکن ومعناه الاعادة بعد الافناء وذلک مقدور للہ تعالی کابتداء الانشاء قال **اللہ تعالی** قال من یحیی العظام وهی رمیم قل یحییها الذی انشاها اول مرة - فاستدل بالابتداء علی الاعادة

امام غزالی نے احیاء مین کہا ہے

حشر و نشر شرع مین آ چکا ہے - اور وہ حق ہے اور اسکا ماننا واجب - کیونکہ بحکم عقل ممکن ہے - اسکے معنے فنا کے بعد دوبارہ پیدا کرنا ہے - سو اللہ کی قدرت مین ہے - جیسے پہلی بار پیدا کرنا - چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ انسان منکر کہتا ہے کہ جب ہڈیان کھوکھری ہو جاوینگی تو انکو زندہ کون کریگا تو اسکے جواب مین اے رسول اللہ) یہ کہدے کہ انکو وہ زندہ کریگا - جس نے پہلی بار پیدا کیا - سو خدا نے دوبارہ پیدا کرنے پر پہلے پیدا کرنے

وقال فی الباب السابع من کتاب ذکر الموت
وما بعده من الاحیاء اعلم ان للناس
فی حقیقة الموت ظنونا کاذبة قد اخطأوا
فیها۔ فظن بعضهم ان الموت هو العدم وانه
لا حشر ولا نشر ولا عاقبة للخیر والشر وان
موت الانسان کموت الحیوانات وجفاف
النبات وهذا رای الملحدین وکل من
لا یؤمن بالله والیوم الاخر۔ وظن قوم
انه ینعدم بالموت ولا یتالم بعقاب
ولا یتنعم بثواب ما دام فی القبر الی ان یعاد
فی وقت الحشر۔ وقال اخرون ان الروح
باقیة لا تنعدم وانما المثاب والمعاقب
هی الارواح دون الاجساد وان الاجساد
لا تبعث ولا تحشر اصلا۔ وکل هذه
ظنون فاسدة ومائلة عن الحق۔
بل الذی تشهد له طرق الاعتبار
وتنطق به الآیات والاخبار ان الموت
معناه تغیر حال فقط وان الروح باقیة
بعد مفارقة الجسد

و دلیل نہیں پایا
اور امام **غزالی** نے احیاء میں دوسری جگہ یہ فرمایا ہے
تو جان لے کہ موت کی حقیقت میں لوگوں کے کئی
جھوٹے خیال ہیں۔ جنہیں وہ چوک گئے ہیں۔ بعضوں کا یہ
خیال ہے کہ موت ایک نابودگی ہے۔ اور کوئی حشر
ونشر نہیں ہے اور نہ نیکی و بدی کا کوئی انجام ہے
انسان کی موت ایسی ہے جیسی حیوان کا مر جانا
یا بوٹی کا خشک ہو جانا۔ اور یہ ملحدوں کی رائے ہے
اور اُن لوگوں کی جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے
اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ موت سے انسان نابود
ہو جاتا ہے۔ اور جبتک قبر میں ہے کچھ لذت و
عذاب نہیں پاتا۔ یہانتک کہ وقت حشر اسکا اعادہ ہو
(**مترجم کہتا ہے** یہ معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کی
رائے ہے) اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ روح باقی
ہے۔ موت سے نابود نہیں ہوتی اور ثواب عذاب
بھی انہیں ارواح کو ہوتا ہے۔ نہ اجسام کو۔ اور اجسام
اُٹھائے نہ جاوینگے۔ اور نہ جمع ہونگے اور یہ سب
جھوٹے خیالات ہیں۔ اور حق سے بہکے ہوئے اور
اعتقاد حق جسپر غور و فکر شاہد ہے۔ اور قرآن و حدیث
ناطق۔ یہ ہے۔ کہ موت سے مراد فقط ایک حالت کا
بدل جانا ہے اور روح بعد مفارقت بدن باقی رہتی ہے

ما معذبه واما منعمه الى ان فيه
بعد ان يعود الروح الى الجسد ثم
ثم ذكر ما ورد في السنة في عذاب القبر
من الحيات والعقارب وغيرها ثم قال
فامثال هذه الاخبار لها ظواهر صحيحة
واسرار خفية ولكنها عند ارباب البصائر واضحة
فمن لم تنكشف له حقائقها فلا ينبغي ان ينكر ظواهرها
بل اقل درجات الايمان التصديق
والتسليم

فان قلت فنحن نشاهد الكافر في قبره
مدة ونراقبه ولا نشاهد شيئا من
ذلك فما وجه التصديق على خلاف المشاهدة
فاعلم ان لك ثلاث مقامات
في التصديق بامثال هذا
احدها وهو الاظهر والاصح والاسلم ان
تصدق بانها موجودة وهي تلدغ الميت
ولكنك لا تشاهد ذلك فان هذه
العين لا تصلح لمشاهدة الامور الملكوتية
وكل ما يتعلق بالآخرة فهو من عالم الملكوت
اما ترى الصحابة رضي الله عنهم كيف كانوا يؤمنون
بنزول جبرئيل وما كانوا يشاهدونه ويؤمنون بانه عليه السلام

عذاب یا نعمت ہین۔ اور روح کا جسم کیطرف پھیرنا
قبر ہی مین ہوتا ہے
پھر غزالی نے اسکا ذکر کیا جو حدیث مین آیا ہے
کہ قبر مین سانپ اور بچھو ہونگے۔ پھر کہا
ایسی حدیث کے ظاہری معنی صحیح ہین۔ اور انکی اسرار
مخفی ہین جو صاحبان بصیرت پر منکشف ہین۔ جنپر انکی
حقیقت نہ کھلین انکو یہ نہ چاہئے کہ ظاہر کو نہ مانے
بلکہ ادنے درجہ ایمان یہ ہے کہ انکو سچ جانے
اور مان لے۔

اور اگر تو اعتراض کرے کہ ہم تو مدت تک کافر کو
قبر مین دیکھتے رہتے ہین۔ اور وہان کوئی سانپ
بچھو نہین دیکھتے تو ہم انکو خلاف مشاہدہ کیونکر مانین
تو اسکی **جواب** ہین۔ یہ سمجھہ لے
کہ انکی تصدیق وتسلیم کے تین مقام ہین

مقام اول جو بہت ظاہر ہے اور بہت صحیح اور بہت
سالم یہ کہ تو اس بات کو مان لے کہ وہان سانپ بچھو
موجود ہین لیکن تجھے نظر نہین آتے۔ اسلئے
کہ یہ آنکھین امور آخرت کے مشاہدہ کے لائق
نہین ہین کیا تجھے یہ علم نہین کہ جبرئیل کا آنحضرت
صلعم کے پاس آنا اصحاب نہ دیکھتے اور مان لیتے
کہ آنحضرت انکو دیکھ رہے ہین

ن كنت لا تؤمن بهذا فصحح [illegible]

إيمانك بالملائكة والوحي أهم

[illegible]

وإن كنت آمنت به وجوزت أن يشاهد

النبي ما لا تشاهده الأمة فكيف لا تجوز هذا

في الميت

وذكر أن الملك لا يشبه الآدميين والحيوانات

فالحيات والعقارب التي تلدغ في القبر

ليست من جنس حيات عالمنا

بل هي جنس آخر وتدرك بحاسة أخرى

ثم ذكر المقام الثاني الذي بين فيه الوجود

الخيالي للحيات والعقارب

وبعده المقام الثالث الذي جوز فيه الوجود

العقلي والشبهي لها

وذلك لأنهم منكرين مكذبين

للمرسلين كما شهد بصدر كلامه

الذي نقلناه

ثم فصل ما ورد في الكتاب والسنة من اللذات

الجسمانية والآلام الجسمانية في الجنة والنار

بس جو تو اپنی آنکھ سے نہین مانتا تو تجھے ایمان کی جڑ اعتقاد وجود ملائکہ و نزول وحی کا درست کرنا اور جانا بہت ضروری ہے

اور اگر تجھے وحی کے آنے پر ایمان ہے اور تو اس بات کو ممکن سمجھتا ہے کہ ایک چیز (یعنے جبریل) کو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھیں اور تو نہ دیکھے تو میت کے عذاب مین اس بات کو کیون نہین سمجھتا اور تجویز نہین کرتا کہ جیسے فرشتہ انسانون اور حیوانات کا ہمشکل نہین - ویسے ہی سانپ اور بچھو جو میت کو ڈستے ہین اس عالم کے سانپون کے ہمجنس نہین

بلکہ وہ اور ہی جنس ہین جو اور ہی آنکھ سے نظر آتے ہین

پھر مقام ثانی کو ذکر کیا جسمین وجود خیالی سانپ بچھو کا بیان فرمایا

اسکے بعد **مقام ثالث** کو ذکر کیا جسمین انکے وجود عقلی یا شبہی کو تجویز کیا

یہ ان لوگون کے سمجھانے کو جو نبوت کے منکر ہین اور انبیاء کی ان باتون کو (جو عقل مین نہ آوین) مکذب - چنانچہ صدر کلام جناب جو ہمنے نقل کیا ہے اسپر شاہد ناطق ہے

پھر امام غزالی نے ان لذات و آلام جسمانی کو مفصل بیان کیا - جو بہشت و دوزخ

من الحور والقصور والانهار والثمار و السلاسل والاغلال **ونحوها**

وقال فی کتاب الفیصل للتفرقة بین الاسلام والزندقة بعد ما بین المراتب الخمسة لوجود الاشیاء ومدلولات الفاظها الدالة علیه من الوجود الذاتی والحسی والخیالی والعقلی والشبهی وذکر قانون التاویل الذی یعصم صاحبه عن التکفیر وهذا هو المأخذ لما قاله المولوی مهدی علی فی المضمون الموفی ثمانین من تهذیب الاخلاق ووقع منکم فی المضمون الثانی والثمانین التسلیم له والوفاق ما نصه من الناس من یبادر الی التاویل بغلبات الظنون من غیر برهان قاطع ولا ینبغی ان یبادر ایضا الی تکفیره فی کل مقام۔ بل ینظر فیه فان کان فی امر لا یتعلق باصول الدین ومهماته فلا یکفر کالتاویل فی کواکب ابراهیم التی راها بانها جواهر ونعلی موسی وعصاه وعجل السامری وما یتعلق من هذا الجنس باصول العقائد المهمة فیجب تکفیر من یغیر ظاهره بغیر برهان

مین ہو بہو لی ہین اور کتاب وسنت مین وارد ۔ جیسے حور وقصور اور نہرین اور پہل اور زنجیر اور طوق

اور امام غزالی نے کتاب **فیصل للتفرقة بین الاسلام والزندقه** مین (بعد بیان مراتب خمسہ وجود اشیاء و مدلولات الفاظ کے جس سے مراد وجود ذاتی ہے ۔ اور حسی ہے اور خیالی ہے ۔ اور عقلی ہے اور شبہی ہے اور بعد ذکر قانون تاویل کے جس سے تاویل کنندہ کفر کیطرف منسوب ہونیسے بچ جاتا ہے ۔ اور یہی بیان غزالی کا مولوی **مہدی علی** صاحب کے مضمون نمبر اسّی کا (جسکو آپنے نمبر بیاسی مین تسلیم کیا ہے) اصل و ماخذ ہے) باین الفاظ فرمایا ہے، بعض لوگ بدون دلیل قطعی محض خیالات سے تاویل کیطرف دوڑ پڑتے ہین (یعنی یہ ہرگز نہ چاہیئے) اور یہ بھی نہ چاہیئے کہ ہر ایک تاویل کنندہ کی تکفیر پر مبادرت کرین ۔ بلکہ (یہ چاہیئے کہ) انکی تاویل کے محل کو دیکھین ۔ اگر وہ ایسے امر مین ہی جو اصول و مقاصد دین کے متعلق نہین ہے جیسے ابراہیمؑ کے ستارون مین یہ تاویل کہ وہ جواہر ہین یا موسی کی جوتیون اور لکڑی مین یا سامری کے بچھڑے کی تاویل ۔ تو اسکی مرتکب کو کافر نہین ۔ اور اگر وہ تاویل ایسے امر مین ہے جو اصول دین

وهو كالذي ينكر حشر الاجساد و ينكر عقوبات حسية في الآخرة بظنون وهمية و استبعادات من غير برهان و كذلك يكفر من ينفي علم الجزئيات عن الله تعالى

قائلين بانه لما كان صلاح الخلق في ان يعتقدوا حشر الاجساد لقصور فهمهم عن درك المعاد العقلي و كان صلاحهم في ان يعتقدوا ان الله عالم بما يجري عليهم و رقيب عليهم ليورث ذلك رغبة و رهبة جاز للرسول ان يفهمهم ذلك و ليس بكاذب من اصلح غيره فقال ما فيه صلاحه و ان لم يكن كما قاله

وهذا القول باطل قطعا لانه تصريح بالتكذيب ثم طلب عذر في انه لم كذب و يجب اجلال منصب النبوة من هذه الرذيلة قلت وقد صنف الغزالي الرسالة

ذرا بھی بعد سبب ہے تو اسکے مرتکب کی (جو بلا دلیل قطعی ظاہر نص کو بدلا دے) تکفیر واجب ہے۔ جیسے منکرین حشر اجساد و منکرین حسی عقوبات قیامت ہین جو مجرد اوہام و خیالات سے انکار کرتے ہین۔ اور بلا دلیل اسکو بعید سمجھتے ہین ایسا ہی انکی تکفیر واجب ہے، جو خدائے تعالے کو جزئیات سے علم مٹاتے ہین۔ اور اس انکار و استبعاد پر انبیا کیطرف سے یہ عذر پیش کرتے ہین کہ حشر کلی روحانی کے سمجھنے کا لوگونکو مادہ نہ تھا۔ اور اعتقاد حشر جسمانی مین انکا فائدہ اسیطرح انکی اس اعتقاد مین (کہ دنیا مین جو ہو رہا ہے سب خدا جانتا ہے اور وہ ہر ایک کے حال پر مطلع ہے) انکی اصلاح و ہدائیت تھی۔ اور سبب وجود خوف و رغبت اسلئے رسول کو ان باتونکا کہنا جائز ہو گو واقع مین ان باتونکا وجود نہین۔ اور کہتے ہین کہ جن باتونکی بیان مین لوگونکا فائدہ ہو (کلام اور دروغ مصلحت آمیز ہ) انکا بیان کرنے والا جھوٹا نہین (غزالی کہتا ہے) یہ قول انکا یقیناً باطل ہے۔ اسمین انہون نے پہلے نبیونکو جھوٹا بنایا۔ پھر انکے جھوٹ بولنے کا سبب بتلایا اس کمینہ پن سے منصب نبوت کا برتر سمجھنا واجب ہے۔

مین **مترجم** کہتا ہون کہ امام غزالی نے ایک

القدسیة فی العقائد الدینیة
وقسمها علی اربعة ارکان وجعل الرکن
الرابع منها فی السمعیات و اثبت فیه
الحشر الجسمانی و عذاب القبر وسوال منکر
ونکیر والمیزان و الصراط وخلق الجنة
وصنف رسالة اخری سماها المضنون به
علی غیر اهله واثبت فیها اعادة الروح
الی الجسد ودفع مقالة من استبعدها
واثبت فیها اللذات المحسوسة الموعودة
فی الجنة وابطل قول من انکرها وصنف
رسالة اخری سماها **الاقتصاد فی**
الاعتقاد وجعل لها اربعة اقطاب
اثبت فی القطب الرابع الحشر والنشر
والجنة والنار و عذاب القبر وقد
رأیت هذه الرسائل کلها بعینی هاتین
ووجدت فیها ما نقلت ههنا بلا غین
وقد اشتهر عن الغزالی القول بالحشر الجسمانی
غایة الاشتهار بحیث یعرفه کل احد من العلماء
الصغار والکبار وان خفی ذلک علی العوام
لا عبرة لهم فانهم کالانعام
قال العلامة التفتازانی فی شرح المقاصد

والنار ونحوهما من المستبعدات

کلها یرد علی من ینسب الی الغزالی خلاف ذلک ویدعی موافقته لهواهم فیما هنالک

رسالہ **قدسیہ** تصنیف کیا ہے جسکو چار ارکان پر منقسم
کیا - انمین سے ایک رکن ان باتون کے بیان کے لئے مقرر
کیا جنکا بیان شرع سے سنا گیا ہی - اسمین حشر و عذاب وغیرہ چیزونکا
اثبات کیا ہی جسکو منکرین نے بعید سمجھ رکھا ہے -
اور ایک رسالہ اور تصنیف کیا ہے جسکا نام **مضنون**
بہ علی غیر اہلہ رکھا ہی - اسمین روح کا جسم کیطرف پھیرنا
ثابت کیا ہی اور اسکو بعید سمجھنے والے کی بات کو رد کیا ہی -
اور لذات محسوسہ بہشت کو ثابت کیا ہی اور قول منکرین
کو باطل ایک رسالہ آپنے اور بنایا جسکا نام **اقتصاد**
فی الاعتقاد تجویز فرمایا - اسکے چار قطب مقرر کئے
اُنمین سے رابع مین حشر و نشر - دوزخ و بہشت وغیرہ
امور بخوبی ثابت کئے ہین - مین اپنی ان آنکھون سے
ان رسائل کو مطالعہ کیا ہی اور جو کچھ یہان نقل کیا ہی
بلا حجاب اسمین پایا - یہ سبھی رسائل انکی رد مین ہین
جو خلاف بیان مذکور کو غزالی کیطرف منسوب کرتے
ہین اور اپنی ہوائی نفسانی مین انکی موافقت کے مدعی
ہین - اور اس حشر جسمانی کا قائل ہونا اس غزالی
سے ایسا مشہور ہے کہ اسکو چہوٹے بڑے علما پہچانتے
ہین - اگرچہ عوام پر یہ مخفی ہے - اور انکا کچھ اعتبار
بھی نہین ہے وہ تو جانورون کیطرح ہین
علامہ تفتازانی شرح مقاصد مین فرماتے ہین

ف مترجم کہتا ہی یہ اصل رسائل ہمارے پاس موجود ہین - خوف طوالت سے اُنکی عبارات کو نقل نہین کیا خلاصہ مضمون بتا دیا گیا -

وما وقع فی السنة بعض العوام انه ینکر
حشر الاجساد فافتراء علیه کیف وقد
صرح به فی مواضع من کتاب الاحیاء
وغیره وذهب الی ان انکاره کفر
وانما لم یشرحه فی کتبه کثیر شرح لما قال انه
ظاهر لا یحتاج الی زیادة بیان

قال الصدر الشیرازی فی خاتمة شرح هدایة الحکمة
ذکر الشیخ الغزالی فی بعض مضنوناته
بقوله ان اللذات المحسوسة الموعودة
فی الجنة من اکل وشرب ونکاح یجب التصدیق
بها لامکانها واللذات کما تقدم حسیة (۱)
وخیالیة (۲) وعقلیة (۳) اما الحسی فلا یخفی
معناه وامکانه فی ذلک العالم کامکانه
فی هذا العالم فانه بعد رد الروح
الی البدن - وقام البرهان علی امکانه

واما الکلام فی ان بعض هذه اللذات
مما لا یرغب فیها رغبة کاملة بعض
العقلاء کاللبن والاستبرق والطلح

جو زبان زد عوام ہو رہا ہے کہ امام غزالی حشر اجساد کے منکر ہین - یہ انپر بہتان ہے - وہ تو کئی جگہہ احیاء مین حشر اجساد پر تصریح کر چکے ہین - اور اس سے انکار کو کفر خیال کرتے ہین - اسکو بہت تفصیل سے بیان نہین کیئے تو اسکی وجہ خود فرما گئے ہین کہ وہ حشر جسمانی ایسا ظاہر ہے کہ بہت بیان کا محتاج نہین

صدر الدین شیرازی نے شرح ہدایۃ الحکمت کے خاتمہ مین کہا ہے کہ شیخ غزالی نے اپنی *بعض کتب مین باین لفظ ذکر کیا ہے کہ لذات محسوسہ جنکی بہشت مین ہونیکا ہمکو وعدہ دیا گیا ہے - جیسے کھانا پینا جماع کرنا - انکو مان لینا واجب ہے - اسلیئے کہ انکا ہونا ممکن ہے - اور لذات (چنانچہ پہلے ذکر ہوا) تین قسم ہین - حسی - خیالی - عقلی حسی کے معنے ظاہر ہین (یعنے جو واقع مین ہو اور آنکھ سے نظر آوے) اور انکا اُس عالم مین ہو سکنا ایسا ہی جیسا اس عالم مین ہے وہان ان لذات کا وجود ہوگا تو روح کے بدن کیطرف پھر آنیکے بعد ہوگا اور اسکی امکان پر دلیل قائم ہو چکی ہے

رہا یہ **اعتراض** کہ ان لذات مین (جو قرآن مین مذکور ہین) بعضی ایسی لذتین ہین جنکی طرف عقلاء کی پوری رغبت نہین - جیسے دودھ -

---

* یہ مضمون غزالی کی کتاب المضنون بہ علی غیر اہلہ میں ہے [illegible]

المنضود والسدر المخضود فان هذا خوطب به جماعة يعظم ذلك في اعينهم ويشتهونه غاية الشهوة و لكل احد في الجنة ما يشتهيه كما قال تعالى وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ

ثم بين الخيالي والعقلي على وجه لا يصادم الحسي بل يؤيده ويوافقه وذلك لافهام المستعدين وافحام المكذبين للمرسلين - كما تقدم وجهه

ریشمین کپڑا - کیلا - بیری کا درخت (یعنے پھر انکا ذکر کیون ہوا تو **جواب** اسکا یہ ہے کہ) ان چیزونکے بیان سے وہ لوگ مخاطب ہین جنکی نگاہونمین ان چیزونکی بڑی عظمت ہے - اور انکی پوری خواہش - اور بہشت مین ہر ایک کے لئے وہی ہے جو چاہے چنانچہ حقتعالے نے فرمایا ہے - تمہارے لئے ان باغون مین وہی ہے جو تم چاہو اور طلب کرو

پھر **صدرا** مین امام غزالی سے لذات خیالی و عقلی کا ایسا بیان ہے جو وجود لذات حسی کا مخالف نہین - بلکہ موید و موافق ہے - سو بھی ان لوگونکے سمجھانے اور ساکت کرنیکو جو وجود لذات حسی کو وہان بعید جانتے ہین اور بیان انبیاء کو اسباب مین نہین مانتے -

اس **تفصیل** بادلیل سے ثابت ہوا کہ امام غزالی حشر اجساد کے منکر نہین - اور نہ بہشت و دوزخ کی نعیم و آلام جسمانی سے انکاری ہین - اس زمانہ کے **نیچری مسلمان** اپنے باطل خیالات مین امام غزالی کو ناحق اپنے ساتھ ملاتے ہین اور عوام مسلمانونکو یہ بات جتلاتے ہین کہ امام غزالی جیسے حقائق آگاہ ہمارے خیالات مین شریک ہین تو یہ خیالات خلاف ملت اسلام کیونکر ہو سکتے ہین - اور اس بات کا کذب ہونا جیسا بیان مذکور سے عیان ہے مستغنی از بیان ہے اور آفتاب نیمروز کیطرح یہ امر نمایان ہے کہ ایسے باطل خیالات ہین بجز فلاسفہ وغیرہ کفار کے کوئی انکا مقتدی و میر سامان نہین ہے - یہ ہمنے چند تمثیلات اختلاف کو ذکر کیا ہے - اسیطرح اور ہزارہا اختلاف ہین جنکی تفصیل اس محل مین اجنبی ہے جسقدر بیان یہان ہوا یہ بھی **حضرات احمدیہ** کی خاطر سے - اور انکی جانب سے وقوع انکار کے خوف سے ورنہ یہ رسالہ ایسی ردی و باطل مذاہب کی نقل کرنیکا محل

نہ تہا - ناظرین ہمکو اس نقل و تفصیل مین معذور سمجہین - اور ان مذاہب باطلہ کے ابطال سے تعرض نکرنیکی بہی یہی وجہ خیال کرین کہ وہ تفصیل و بحث اسمقام مین اجنبی ہے -

مطلب کی بات جو اسمقام سے علاقہ رکہتی ہے فقط اسیقدر ہے کہ **حکماء فلاسفہ** جنکو آپ قانون قدرت پر مطلع خیال کرتے ہین نظام عالم و حقائق و صفات موجودات مین (جسکو آپ نیچر یا قانون قدرت سے تعبیر کرتے ہین) اسقدر اختلاف رکہتے ہین کہ وہ اختلاف عامہ جہلاء کے خیالات و مقالات مین متحقق نہین ہین اگر قانون قدرت کوئی مشخص و مقرر ہوتا اور اُسکا وجود کہین خارج از عقل پایا جاتا تو اس قانون کے ناظرین و مطلعین مین اسقدر اختلاف واقع نہوتا

اُنکے اختلاف سے یقین کیا جا سکتا ہی کہ قانون قدرت کی آجتک کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی - اور اسکی حالت موجودہ ایسی نہین جسکے تحصل و تقرر مین عقل کا دخل نہو - اور اسکے تصرف و دہوکہ بازی کی وہان گنجائش نہو

اس بیان سے ہماری دوسری بات (جسکا ذکر صفحہ (۸۱) سے شروع ہے) ثبوت کو پہنچی اور پہلی بات (یعنے عقل کی خطاکاری و غداری) آپنے خود مانی ہوئی ہے

اب آپ ہی **انصاف** سے فرماوین کہ ان دو باتون کے ہوتے عقل انسانی اس دارو غائی کا کب منصب رکہتی ہے اور اپنے ہادی کی تعلیم کی ممتحن کلی کسطرح ہو سکتی ہے کہ جس امر یا صیغہ پر وہ صاد کرے وہ پاس سمجہا جاوے اور جسپر اسکا صاد نہو وہ فیل قرار پاوے

کیا اس فیصلہ و امتحان مین وہ اپنی قدرتی و جبلی خطاء (جسکا نیچر عقل مین داخل ہونا آپ مان چکے ہین) کہین نہ پڑیگی ؟ اور اس دارو غائی کی کارگذاری مین **مسٹر بکل** کی بات (جو صفحہ (۷۷) و (۸۰) مین گذری ہے) کہین صادق نہ آوے گی ؟

شائد آپ یا آپکے اصحاب و احباب بن سوچے یہ بات فرماوین کہ ہمنے اس ہادی کا ممتحن عقل کو نہین ٹہیرایا بلکہ قانون قدرت اور اُسکی موافقت و مطابقت کو ممتحن قرار دیا ہے یا اس مطلب کو یون ادا کرین کہ عقل کو ممتحن بنایا بہی ہے تو اسکی ذاتی و قدرتی قوت پر